# تاریخِ اغیار میں مذہبی انتہا پسندی کی مثالیں

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

انسانی تاریخ مذہبی انتہا پسندی کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ازمنۂ سابقہ میں جب بھی کسی مذہب کے پیروکاروں یا ان میں سے کسی گروہ کو طاقت اور اقتدار ملا ہے اس نے دوسروں کے قتل و غارت گری میں تمام انسانی حدود کو پار کیا ہے۔قتل وقتال اور فساد وغارت گری میں عموماً مذہبی احکام وتعلیمات کو پس پشت ڈال کر ذاتی عناد اور بے جا تعصب سے کام لیا جاتا۔مفتوح قوم کو اول تا آخر فنا کرنا' عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور جانوروں تک کو تہ تیغ کرنا' کھڑی فصلوں اور درختوں کو تباہ کرنا' اسباب وسامان لوٹ کر آبادی کو آگ لگا دینا اور شہروں و آبادیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا عام شیوہ تھا۔انتقام کا جوش اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوتا بلکہ مقتول سرداروں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں میں اُچھالا جاتا،ان سروں کو اپنے سرداروں کے پاس تحفہ کے طور پر بھیجا جاتا اور دشمن کی کھوپڑیوں میں شراب پی کر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ذیل کے سطور میں تاریخی حوالوں سے اس کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

یہود ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے باغی رہے ہیں۔پیسہ اور دنیاوی جاہ وجلال کی محبت میں ہمیشہ وہ تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔اس کی پاداشت میں ان پر تاریخ میں کئی تباہیاں آپڑی ہیں۔ہمیشہ ملک بدر کیے گئے ہیں۔الٰہی غضب و پھٹکار کے نتیجہ میں صرف یروشلم میں 957 قبل مسیح میں پانچ لاکھ یہودی مارے گئے۔711 ق م میں ایک لاکھ بیس ہزار قتل کیے گئے۔710 ق م میں چالیس ہزار ذبح کیے گئے۔ 135 ق م میں پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی ہلاک کیے گئے۔70ق م میں یروشلم ہی میں گیارہ لاکھ یہودی تہ تیغ کیے گئے۔ نیرو نے 64ء میں عیسائیوں پر جو ظلم روا رکھے اس کا اندازہ کچھ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کو جانوروں کی کھال میں بھروا کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔کچھ کو گرم تارکول کی چادریں پہنائی گئیں اور انہیں شاہراہوں پر مشعل کی طرح کھڑا کر کے جلا دیا گیا۔عیسائیوں کے بدن کی چربی سے اپنے لئے موم بتیاں بنا کر ان کی روشنی میں وہ یہ بھیانک تماشہ دیکھتا تھا۔ 70 عیسوی میں طیطس رومی نے بیت المقدس کو فتح کر کے شہر کی تمام نوجوان لڑکیوں کو فاتحین میں تقسیم کر دیا۔جوان مردوں کو جنگلی جانوروں سے پھڑوا دیا۔ ستانوے ہزار آدمی گرفتار کیے۔جن میں سے گیارہ ہزار بھوک کی تاب نہ لاکر مر گئے۔کل ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ خسرو پرویز نے 645ء میں

بیت المقدس کو فتح کیا تو کلیسائے قسطنطین اعظم میں آگ لگادی۔ مقدس صومعوں اور معبدوں کے جواہرات لوٹ لئے۔ بیت المقدس میں قتل عام کا حکم دیا اور نوے ہزار عیسائی مفتوحین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے جواب میں ہرقل نے جب ایران پر حملہ کیا تو پورے ارمیان شہر کو پیوند خاک کر دیا۔ اور قیصر جسٹینین نے جب افریقہ کے ونڈالوں پر حملہ کیا تو اس نے پانچ لاکھ کی اس پوری آبادی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اسلام سے قبل ذونواس نے یمن میں خندق کھدوائی اور بیس ہزار کے قریب ان عیسائیوں کو زندہ جلوادیا جنھوں نے یہودیت اختیار کرنے سے انکار کیا تھا۔

اسی طرح تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں نے جب بھی مسلمانوں پر غلبہ پایا ہمیشہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ عیسائی سیرت نگار جان بیگٹ (John Bagot) اپنی کتاب "The Life and time of Muhammad" میں رقم طراز ہے۔ کہ

''1099ء میں جب عیسائیوں نے یروشلم کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا''۔

اس واقعہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی ''الفاروق'' میں تحریر فرماتے ہیں: عیسائیت کا اصل چہرہ یہ ہے کہ یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے کہ اس وقت دل ہلا دینے والے شور وغل میں کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مسجد عمر کے صحن میں خون، سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔ ستر ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کا طرز عمل ملاحظہ کیجئے کہ فلسطین کی فتح کے بعد جب حضرت عمرؓ شہر میں داخل ہوتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ، عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرو، اور پھر آپؓ وہاں کے بشپ کی اجازت حاصل کر کے ان کے گرجے میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں نے سپین (اندلس) پر پُر امن حکومت کی ہے مگر جب 1492ء میں وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا۔ اس سلسلے میں مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آمسٹرانگ (Karren Armstrong) اپنی حالیہ کتاب " The attle for God " میں لکھتی ہیں۔

''1499ء میں سپین میں رہنے والے مسلمانوں سے کہا گیا کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کرلیں یا پھر اسپین سے نکل جائیں۔ اس طرح چند صدیوں تک یورپ مسلمانوں سے خالی ہو گیا...... یہودیوں کو بھی کہا گیا کہ یا تو عیسائیت قبول کرلیں یا اسپین سے نکل جائیں۔ بہت سے یہودیوں (70000) نے عیسائیت قبول کی۔ تاہم اسی ہزار یہودی سرحد پار کر کے پرتگال چلے گئے، جب کہ پچاس ہزار یہودی نئی مسلمان عثمانی سلطنت کو فرار ہو گئے''۔

وہ عیسائیوں کے تعصب کے بارے میں مزید لکھتی ہیں: ''اسلامی ریاست (اسپین) میں یہودیت،

عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے بھی زیادہ طویل عرصہ تک امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہے۔تاہم جوں جوں عیسائی فوجیں اسلامی علاقوں کو فتح کرتی گئیں ان کے ساتھ ساتھ سامیت (یہودیت) دشمنی بھی پھیلتی گئی۔1378ء اور 1391ء میں یہودیوں پر عیسائیوں نے حملے کئے وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے بپتسمہ کرنے کے مقامات پر لے جاتے اور موت سے ڈرا کر عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کرتے۔عیسائیت قبول کرنے والوں کو اس کے باوجود Marranos (خنزیر) کہا جاتا تھا''۔

New Encyclopeabia Britanica کا مقالہ نگار لفظ ''Spain'' کے تحت لکھتا ہے۔

''1492ء میں سپین میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا ان میں سے تقریباً 30 ہزار کو سزائے موت ملی اور 12000 کو زندہ جلا دیا گیا۔''اس طرح عیسائیوں نے وہاں کے دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ کیا رویہ اپنایا۔معروف اسکالر محمد مارماڈیوک پکتھال نے اپنی کتاب ''اسلامی کلچر'' میں لکھا ہے کہ ہسپانیہ' صقلیہ اور اپالیہ میں مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کا نام لینے والا بھی باقی نہ رہا اور یونان کی 1821ء کی بغاوت میں مسلمانوں کو یوں چن چن کر قتل کیا گیا کہ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور ان کی مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔عیسائیت میں پاپائے روم کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔وہ لوگوں کے گناہوں کو بخشتا اور جنت ودوزخ کی ڈگریاں عطا کرتا۔عیسائیت کے عظیم مصلح مارٹن لوتھر نے سولہویں صدی عیسوی میں اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔''مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ'' کے مؤلف ڈاکٹر محمد دین لکھتے ہیں۔

''مارٹن لوتھر 1483ء میں پیدا ہوا،وہ پروٹسٹنٹ فرقے کا بانی تھا۔جس نے پاپائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔اس نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے مغفرت ناموں کی تجارت کے خلاف آواز بلند کی۔اس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کردی اور بپتسمہ اور عشائے ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت قرار دیا جو رومی کلیسا نے ایجاد کر رکھی تھی''۔ لوتھر کی مصلحانہ تحریک کے ردعمل میں خود عیسائیوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔اس کی تفصیل عبدالحمید قادری اپنی تالیف "Dimentions of Christianity" میں بیان کرتے ہیں۔

''مارٹن لوتھر کی احتجاجی تحریک میں انگلستان کے 286 مذہبی علما کو زندہ جلا دیا گیا۔اسپین میں 23000' نیدرلینڈ میں 50000 اور دیگر یورپی ممالک میں 25000 سے زائد کو قتل کیا گیا۔تاریخ انسانیت میں رومن چرچ نے جو مذہبی انتہا پسندی کی حد کردی تھی اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔''

آج دنیا کو افہام وتفہیم اور برداشت کا سبق دینے والے عیسائیوں نے ماضی میں جو تفرقہ بازی اور مذہبی انتہا پسندی کی حد کردی تھی اس کا نقشہ انگریز مؤرخ آئیل ڈیورنٹ یوں پیش کرتے ہیں۔

''سترہویں صدی عیسوی میں یورپ کے مختلف ممالک میں لڑی جانے والی طویل ترین جنگ جس میں جرمنی'

فرانس، آسٹریا، سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ 1618ء سے لے کر 1648ء تک مسلسل 30 برس جاری رہنے والی اس جنگ کو "سی سالہ جنگ" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد مارے گئے۔ طویل ترین جنگ عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان لڑی گئی جو بعد ازاں ایک صلح نامہ کے نتیجہ میں اختتام پذیر ہوئی۔"

عالمی طاقتوں کا مسلمانوں کے خلاف رائے میں ہمیشہ اتفاق رہا ہے۔ 1815ء میں منعقد ہونے والے مقدس اتحاد (Holy Allaince) میں جس میں روس، جرمنی اور کروشیا کے سربراہان نے شرکت کی تھی تین اصول طے کئے گئے جو عالمی سطح کی ناانصافیوں کی بنیاد ثابت ہوئے۔ ان اصولوں میں ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب و جوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ بیسویں صدی کی بڑی جنگوں پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ :

- روس میں سوشلزم کے انقلاب میں تقریباً چار کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔
- چین میں کمیونزم نافذ کرنے کے لیے ڈیڑھ کروڑ زمین داروں کو پھانسی دی گئی۔
- کوریا میں صرف دو سالوں میں 50 لاکھ مرد اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔
- امریکہ و جاپان کی جنگ 1945ء میں امریکہ کی طرف سے جاپان پر دو ایٹم بم گرائے گئے۔ جس سے ہیروشیما میں 70 ہزار افراد اور ناگاساکی میں 40 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ اور زخمی و مستقل معذور ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

عالمی امن کی علم بردار مغربی دنیا نے جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم کی صورت میں دو دفعہ پوری دنیا کو تباہی کی بھٹی میں جھونکا۔ چناں چہ 14 راگست 1914ء کو جنگ عظیم اول کا میدان جنگ گرم کیا گیا جو بعد ازاں 1565 دنوں تک جاری رہی۔ اس جنگ میں ساڑھے چھ کروڑ افراد دھکیلے گئے۔ ایک کروڑ فوجی میدان میں مارے گئے۔ ڈیڑھ کروڑ شہری قتل ہوئے۔ دو کروڑ سے زائد افراد دائمی معذور ہوئے۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے۔ پچاس لاکھ عورتیں بیوہ ہوئیں۔ لاکھوں عورتیں، بچے، فوجی اور شہری لاپتہ ہوئے۔

جب کہ دوسری عالمی جنگ میں 35 ملین انسان ہلاک ہوئے۔ بیس ملین ہاتھ پاؤں سے معذور ہوئے۔ سترہ ملین لیٹر خون زمین پر بہایا گیا۔ بارہ ملین حمل ساقط ہوئے۔ تیرہ ہزار پرائمری و سیکنڈری سکول، چھ ہزار یونیورسٹیاں اور آٹھ ہزار لیبارٹریاں ویران و برباد ہوگئیں۔

جنگ عظیم دوم کے اختتام پر اخبارات میں یہ خبر لگی کہ روس نے امریکی کارخانوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ چالیس لاکھ مصنوعی ٹانگیں تیار کریں، جو جنگ میں لنگڑے لولے ہو جانے والے فوجیوں کو لگائی جائیں گی۔ ☆......☆